اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (قرآن)

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (حدیث)

حدیث من حبیبٍ ذو شجونٍ جنونٌ من جنونٍ من جنونٍ

۱۳۱۰ ھ

ذکر الحبیب

از تصنیف لطیف ادیب اریب و مؤرخ لبیب واقف رموز بدیع و معانی

جناب مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور

صانہا اللہ عن الفتن والشرور

بار ثانی

باہتمام مالا کلام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

در مطبع انسٹی ٹیوٹ واقع علی گڑھ ۱۹۱۶ء طبع گشتہ

مطبوع طبایع اہل الذکر شد

بعون صنّاعِ مکین و مکاں و فضلِ خلّاقِ زمین و زماں

للّٰہ الحمد کہ من تصانیف ناثرِ شیریں زبان فصیح بیان عاشقِ رسولِ منّان

ذکر الحبیب

سنہ ۱۳۱۰ھ

جنابِ مولانا مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب رئیس بھیکن پور ضلع علی گڑھ

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وردِ زباں جنابِ محمدؐ کا نام ہی

قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہی

اللہ اللہ کیا شرافت ہی اُس محفل ہمایوں کی جس میں جناب محبوب کبریا
سرورِ اصفیا سید المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ
والثنا کا ذکر خیر ہو اور سُبحان اللہ کیا سعادت ہی اُن اہل ایمان کی جو اِس مجلس مبارک
میں حُسن عقیدت اور خلوص نیت سے حاضر ہوں۔ یہ وہ بزم باصفا ہے جس میں انوار عالم
قدس سے نازل ہوتے ہیں اور یہ وہ بیان روح افزا ہے جس کے سننے کو فرشتے
آسمان سے اُترتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں
لکھتے ہیں کہ میں بارھویں ربیع الاوّل کو اُس مجلس پاک میں حاضر ہوا جو مکّہ معظمہ میں
خاص مکان ولادت شریف میں منعقد تھی اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تولُّد کا مذکور تھا دفعتاً کچھ انوار وہاں بلند ہوئے۔ میں نے جو بنظر تامل دیکھا

تو معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے اُن ملائکہ کے جو ایسی متبرک محفلوں میں حاضر ہوا
کرتے ہیں اور وہ انوار تھے رحمت الٰہی کے پس اے مسلمانوں تم کو چاہیئے کہ
اس انجمن عالی میں بصد ادب بیٹھو اور خوب ذوق و شوق سے احوال خیر اشتمال
سُنو۔ اور حاضرین پر یہ بھی واجب ہی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں۔ اللہ تعالےٰ
نے قرآن مجید میں آنحضرتؐ پر درود پڑھنے کا امر فرمایا ہی اور حضرت سرورِ
کائناتؐ نے فرمایا ہی کہ جو میرے ذکر کو سُن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہی۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ حدیث میں آیا ہی کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ
یعنی سب مخلوق سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا روایت ہی کہ وہ نور عالم
وجود میں آکر ستّر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اُس سے ملائکہ عرش و کرسی
لوح و قلم آسمان و زمین جنّ و انس غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ ازاں بعد حضرت آدم
علیہ السّلام کی پیشانی اُس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اُسی نور کی تعظیم منظور تھی
جو ربّ العرش نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گرنہا
امانت تھی جس کے تحمّل سے پہاڑ اور زمین و آسماں عاجز ہو گئے اور انسان کے حوصلۂ
بلند نے بسر و چشم کہکر اُٹھا لیا ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

یہ نور رحمت ظہور پشتہائے پاک سے ارحام طیبہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبد

کی عزت افزائی منظور ہوئی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمٰعیلؑ سے بنی اسمٰعیل کو اور بنی اسمٰعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبدالمطلب کو نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے والد ماجد عبداللہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ توسبکو معلوم ہی کہ چاہِ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے کھد گیا تھا ایک مُدت تو وہ کنواں بدستور رہا لیکن پھر اَٹ گیا اور اُس کا نشان تک باقی نرہا۔ عبدالمطلب نے اُس کنوئیں کی جگہہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اُس کو پھر کھُدوائیں قریش سدِراہ ہوئے اور لڑائی کی نوبت پہنچی۔ بمصداق چاہ کَن را چاہ درپیش قریش اُس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کے اُس وقت ایک ہی بیٹا تھا اُنھوں نے نذر کی کہ اگر پروردگار مجھکو دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہ زمزم بھی بنجائے تو میں اپنا ایک بیٹا قربانی کروں۔ خدائیتعالے نے اپنے فضل سے عبدالمطلب کا مطلب پُورا کردیا۔ دس بیٹے بھی ہوئے اور چاہ زمزم بھی درست ہوگیا اب اُنھوں نے ارادہ کیا کہ نذر پوری کریں قرعہ جو ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا عبدالمطلب اُن کو ذبح کرنے لیچلے۔ چونکہ اُن کے چہرہ میں نور احمدی کی درخشانی تھی اسلئے سب کو اُن کا ذبح ہونا ناپسند تھا آخر سو اونٹ اُن کے سر پر سے قربان کرکے قربانی کردی۔ عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب ابن عبدالمناف کی بیٹی تھیں۔ جس سال نور محمدی صلبِ پدر سے منتقل ہوکر بطن مادر میں آیا قریش صدمۂ قحط سے سینہ ریش تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مینھ خوب برسا۔

اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور سیراب ہو گئی حتیٰ کہ اس برس کا نام قریش نے
سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب
میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپکے
واسطے نام محمدؐ بتایا۔ بارھویں ربیع الاوّل کو پیر کے دن صبح صادق کیوقت حضرت سرورِ
کائنات فخر موجودات نے اس عالم خاک کو اپنے وجود باجود سے رشک افلاک بنایا۔

شعر

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ۔۔۔ بڑھا جانبِ بُوقبیس ابر رحمت
ادا خاکِ بطحانے کی وہ ودیعت ۔۔۔ چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ۔۔۔ دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا ۔۔۔ مُرادیں غریبوں کی بر لانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا ۔۔۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ ۔۔۔ یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگذر کرنے والا ۔۔۔ بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا ۔۔۔ قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اشعار

تو محبوبِ جانی و جانِ جہانی ۔۔۔ فدائے تو صد عمر و صد زندگانی
بنُورِ ہدایت چراغِ زمینی ۔۔۔ برفعت فزون تر ز ہفت آسمانی

علیه صلوٰتی علیه سلامی — امینِ زمینی امانِ زمانی

تو سلطانِ جودی و شاہِ وجودی — بنورِ جبیں رہبرِ کامرانی

چو شوقِ تو دیدم فراموش کردم — جمالِ جوانی سماعِ اغانی

تو ساقیِ حقی و جانِ جہاں را — زفیضِ تو باشد شرابِ مغانی

امانِ دیاری شریعت دثاری — طریقت تو داری حقیقت تو دانی

شریعت چہ گوید حقیقت چہ جوید — معانِ المبادی مبادِ المعانی

زسیرِ سلوکِ تو جبرئیل واماند — کہ با تو نیارد کسے ہمعنانی

جمیلی کریمی جزیلی کفیلی — ترا قاسمی بندۂ جاودانی

خالقِ اکبر جل جلالہ نے اس لئے کہ غافل ہوشیار و خبردار ہو جائیں آنحضرتؐ کے تولُّد کے وقت بہت سے امورِ عجیبہ ظاہر فرمائے۔ ام عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو ستارے جُھک کر زمین سے ایسے قریب ہو گئے تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ گر پڑینگے۔ اس میں یہ ایما تھا کہ حضرت سرورِ کائنات کُل انوار کے مرکز ہیں اور ہر شے اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔ ملک فارس کے آتشکدوں کی آگ جو ہزار برس سے دہک رہی تھی بجھ گئی اسمیں یہ رمز تھی کہ دینِ حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہیگی۔ دریائے ساوا سُوکھ گیا اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستشِ دریا پر پانی پھر جائیگا۔ تمام روئے زمین کے بُت اوندھے مُنہ گر پڑے اس کا یہ مطلب تھا کہ

آپ کی رسالت سے بت پرستی کا مُنہ کالا ہوگا۔ نوشیرواں بادشاہ ایران کے محل میں زلزلہ پیدا ہوا اور اُس کے چودہ کنگورے ٹوٹ گئے ؎

لرز کر گر پڑے چودہ کنگورے قصر کسریٰ کے
اُٹھا جب شور عالم میں نبیؐ کی آمد آمد کا

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے بغداد کے قریب شہر مداین کے ویرانہ میں پھٹا کھڑا ہے۔ سیّاح وہاں جا کر اب تک اس معجزہ کو دیکھتے ہیں اس میں یہ راز تھا کہ آپ کی برکت سے شجاعان عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہان عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔ چودہ کنگورے گرنے میں یہ بھید تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ اس خاندان نوشیروانی میں اور فرمانروائی کرینگے پھر قصر ابیض کا خزانہ غازیان عرب کا مال ہوگا۔ آپ کے والد ماجد تولّد شریف سے پہلے وفات پاگئے تھے چھہ برس کی عمر تھی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ نے رحلت کی اور جدّ امجد عبدالمطلب پرورش ظاہری کے متکفل ہوئے جب سِن اقدس آٹھ پر پہنچا وہ بھی دُنیا سے اُٹھ گئے پھر آپ کے عم بزرگوار ابو طالب نے سرپرستی اپنے ذمّے لی۔ بارہ برس کی عمر میں ابو طالبؓ کے ساتھ آپ ملک شام کو تشریف لیگئے راستہ میں ایک نصرانی عابد نے جس کا نام بحیرا تھا اُن علامتوں سے جو اُس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں آپ کو پہچانا اور دستِ مُبارک اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ یہ بیشک رسول رب العالمین ہیں۔ آپکے ہمراہیوں نے پوچھا تم نے کیسے جانا تو

اُس نے جواب دیا کہ جسوقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر نے آپ کو سجدہ کیا ۲۵ برس کی عمر میں آنحضرتؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کی اکتالیسوین سال حضرت جبریلؑ وحی لیکر آپ کی خدمت آئے اور سورہ اقرأنازل ہوئی جب سن شریف پچاس کا ہوا معراج واقع ہوئی نزول وحی کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لیگئے اور دس برس مدینہ منورہ آپ کے جمال باکمال سے منور و مشرف رہا ۲۷ غزووں میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نو لڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے دو حج کے فرض ہونے سے پہلے اور ایک اُس کے بعد یہ اخیر حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہی۔ خالق اکبر عم نوالہ نے آپکو جمال ظاہری بھی کامل عطا فرمایا تھا ؎

وہ نبیوں میں ہوئے ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے

حسینوں میں ہوئے ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

حُلیہ اشرف یہ ہی قدِ اقدس میانہ۔ رنگ ہمایوں سُرخ و سفید بانمکینی و ملاحت مہر بزرگ بڑا موئے شریف سیاہ و نرم اور کسی قدر گھونگر والے کبھی گردن تک اور کبھی کان کی لَو تک۔ بالوں میں مانگ نکلی رہتی اور تیسرے روز تیل پڑتا۔ گوشِ حق نیوش متوسط۔ پیشانی نورانی کشادہ و تاباں۔ ابروئے مبارک باریک و خمیدہ اور کسی قدر ایک دوسرے سے جدا دونوں ابرووں کے بیچ میں رگِ ہاشمی تھی جو غصہ کے وقت اُبھر آتی۔ چشم خدا بیں بڑی پتلیاں خوب سیاہ اور سپیدی میں سُرخی

کے ڈورے۔ مژگان شریف بڑی۔ رخسارِ معلیٰ نرم اور پُر گوشت لیکن نہ پھولے
ہوئے۔ بینی پاک بلند اور روشن۔ دہنِ مقدس بڑا مگر نہ ایسا فراخ جو بدنما ہو دندانِ
مُبارک تابدار اور کچھ کچھ جُدا۔ وقت تکلم یہ معلوم ہوتا تھا کہ دانتوں میں سے نور نکلتا
ہی اور ہنگام تبسّم بجلی کی سی جِلا محسوس ہوتی۔ چہرہ نہ لانبا نہ بالکل گول۔ ریشِ
احسن خوب بھری ہوئی اور اُس کے گھنے بال سینہ کو پُر کرتے۔ گردنِ نور معدن
صاف وشفّاف گویا سانچے میں ڈھلی۔ دوشِ اقدس پُر گوشت باہم پیوستہ
نہ تھے اُن کے بیچ میں مُہر نبوت۔ دستِ حق پرست لانبے انگلیاں لمبی اور خوشنما۔
تمام بدن کے جوڑ خوب قوی اور مضبوط۔ کفِ دست کشادہ اور نہایت نرم۔
بغلیں سپید خوشبو جنمیں بالوں کا نام نہیں۔ سینہ صفا گنجینہ چوڑا۔ پنڈلیاں گول
ہموار اور صاف اور فی الجملہ باریک۔ کفِ پا (خاکش آبروئے سرم) پُر گوشت اور
بیچ میں خالی۔ پانوں کی اُنگلیاں مضبوط انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے
بڑی۔ جن خوش قسمت بزرگوں نے وہ جمالِ جہاں آرا دیکھا اُن سب کی رائے
اس پر متفق ہی کہ ایسی پاکیزہ شکل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔ مزاجِ عالی
میں نفاست بہت تھی ہمیشہ صاف ستھرے رہنے کو پسند فرماتے اور میلے کچیلے آدمی
سے ناخوش ہوتے۔ جسمِ اطہر سے بوئے جان پرور آتی جس راہ سے آپ تشریف
لیجاتے خوشبو سے مہک جاتی اور جو وہاں سے گذرتا اُس کو معلوم ہو جاتا کہ حضور
اس طرف سے تشریف لیگئے ہیں۔ آپ کا سایہ نہ تھا۔ سایہ تو اجسام کثیف کا ہوتا ہے

آپ تو سراپا نُور تھے پھر سایہ کس کا ہوتا ؎

یہ تھی رمز جو اُس کا سایا نہ تھا　　　کہ رنگِ دوئی واں سمایا نہ تھا

آنحضرت کو جو دفعتاً دیکھتا جلال نبوت سے اُس پر ہیبت طاری ہو جاتی مگر جب حضور میں رہتا اور لطف و مدارا دیکھتا اُس کا قلب آپ کی محبت سے مالا مال ہو جاتا۔ معجزات آپ کی ذات بابرکات سے بہت صادر ہوئے چند یہاں تحریر ہوتے ہیں جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمرکاب تھے راستہ میں سراقہ ابن مالکؓ کافروں کے بھیجے ہوئے سوار نے آلیا۔ حضرت ابوبکر نے دیکھکر کہا کہ یارسول اللہ کافر آن پہنچے۔ آپنے فرمایا لاتحزن ان اللّٰہ معنا اے ابوبکر کچھ رنج نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے بددعا فرمائی فوراً اُس سوار کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھس گیا۔ وہ فریاد کرنے لگا کہ مجھکو اس بلا سے نجات دیجئے۔ جو کافر راہ میں ملیگا اُس کو لوٹا لیجاؤنگا آپ نے دعا کی اُسکا گھوڑا نکل آیا اور اس راستہ میں جو کافر اس کو ملا یہ کہکر لوٹا تا گیا کہ میں دیکھکر آیا ہوں ادھر کوئی نہیں گیا۔ دوسرا معجزہ غزوہ حُدیبیہ میں پانی ہٹ گیا اور پیاس کی شدّت ہوئی۔ آنحضرت کے پاس ایک لوٹے میں پانی تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا اہلِ لشکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے اس لوٹے کے پانی کے فوج میں پانی بالکل نہیں نہ پینے کو اور نہ وضو کرنے کو۔ آپ نے دستِ مبارک اُس لوٹے میں رکھدیا اور آپ کی اُنگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح اُبلنے لگا سب نے خوب پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابرؓ سے جو اس

حدیث کے راوی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ اُس روز سب کتنے آدمی وہاں تھے اُنھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی سیراب ہو جاتے ہم سب پندرہ سو آدمی تھے۔ تیسرا معجزہ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ چلے اک کھُلے میدان میں منزل ہوئی آپ قضائے حاجت کیواسطے تشریف لیگئے اتفاقاً وہاں کچھ آڑ نہ تھی میدان کے کنارے پر دُور دُور البتہ دو درخت تھے آپ اُن کے پاس تشریف لیگئے اور ایک درخت کی شاخ پکڑکر فرمایا اِنقَادِی عَلَیَّ بِاِذْنِ اللہ یعنی خدا کے حکم سے میرے ساتھ چلا آ۔ وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ہولیا جیسے کوئی اونٹ کی نکیل پکڑے لاتا ہی پھر آپنے دوسری درخت کیطرف قدم رنجہ فرمایا اور اُس کو بھی وہی ارشاد کیا وہ بھی ہمراہ ہولیا۔ جب بیچ میدان میں آئے آپ نے حکم دیا کہ خدا کے حکم سے دونوں ملجاؤ دونوں ملگئے۔ اُن کی آڑ میں بیٹھکر آپنے فراغت حاصل کی۔ پھر وہ دونوں الگ الگ ہوگئے۔ چوتھا معجزہ حضرت سلمہ بن اکوع کے پاؤں میں زخم کا نشان تھا کسی نے پوچھا یہ کیا ہی اُنھوں نے کہا کہ خیبر کی لڑائی میں میرے زخم لگا تھا اُسے دیکھکر ساتھ والوں نے کہا کہ اب سلمہؓ بچیں گے ہیں حضور نبوی میں حاضر ہوا اور آپنے تین بار لعاب دہن اُس میں ڈالدیا اور سب شکایت جاتی رہی۔ پانچواں معجزہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرک تھیں اور میں ہمیشہ اسلام لانے کیواسطے اُن سے کہا کرتا تھا ایکدن میں نے ان کو دعوت اسلام کی اُنھوں نے آنحضرت کی شان میں کچھ کلمات مکروہ استعمال کئے۔ میں روتا ہوا در اقدس

پر حاضر ہوا اور گزارش کی کہ یا رسول اللہ میری ماں کے لئے دعائے ہدایت فرمائیے
آپنے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ یعنی اے اللہ ابو ہریرۃؓ کی ماں کو ہدایت
دے۔ میں آپ کی دعا سے خوش ہوکر چلا آیا گھر کے دروازہ پر جو پہنچا تو دروازہ بند
میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سنکر کہا کہ ابو ہریرۃؓ وہیں کھڑے رہو۔ میں
کھڑا ہو گیا اور پانی کے گرنے کی آواز سُنی والدہ نہا کر اور کپڑے پہنکر کواڑ کھولنے
آئیں اور ایسے جلد کہ دوپٹا بھی نہ اوڑھا دروازہ کھولا اور مجھکو مخاطب کرکے کہنے
لگیں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں دیکھکر
آپ کو خوشخبری سُنانے دوڑا اور جوش خوشی سے میرے آنسو جاری تھے آپنے سنکر
شکر ادا کیا اور کلمات خیر فرمائے۔ چھٹا معجزہ۔ ایک شخص آپ کا منشی تھا شامت اعمال
مُرتد ہوگیا اور مشرکوں میں جا ملا آپ نے سُنکر فرمایا زمین اُس کو نہ لیگی۔ حضرت ابو طلحہؓ
کہتے ہیں کہ اتفاقاً میرا گذر اُس سرزمین پر ہوا جہاں وہ مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکی
لاش باہر پڑی ہی میں نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہم نے بہت دفعہ دفن کیا
زمین اُس کو قبول ہی نہیں کرتی۔ ساتواں معجزہ حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ آپ
خطبہ فرمانے کیوقت ایک چوبی ستون سے تکیہ لگاکر کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر
تیار ہوا اور آپنے اُس پر استادہ ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ لکڑی کا ستون اسطرح
چیخنے لگا کہ گمان ہوتا تھا شق ہو جائیگا آپ منبر سے اُترے اور اُس کو پکڑ کر چپٹا لیا
تب وہ چُپ ہوا اور ایسی سسکیاں بھرنے لگا جیسے کسی بچّے کو رونے سے چُپ کرتے

ہیں اور وہ سسکتا ہی۔ حضرت جابرؓ نے کہا ہی کہ وہ اُس بیان کے شوق میں رویا جو

آپ سے سُنا کرتا تھا۔ آٹھواں معجزہ حضرت ابو بکرؓ سے روایت آئی ہی کہ آپنے فرمایا کہ میری امت

کے لوگ ایک وسیع زمین پر آباد ہوں گے جس کا نام بصرہ ہی اور اُس دریا کے

کنارے پر جس کا نام دجلہ ہے دریا پر پُل ہوگا وہاں آبادی بہ کثرت ہوگی اور وہ

شہر منجملہ اُن شہروں کے ہوگا جو مسلمان آباد کرینگے آخر زمانے میں قنطورا کی اولاد

جن کے مُنہ چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہونگی حملہ کرے گی اور لب دریا اُترے گی

اہل شہر کے تین حصے ہو جائیں گے۔ ایک حصہ جان بچانے کو بھاگے گا اور جنگل میں

ہلاک ہوگا۔ دوسرا فرقہ امان لیگا وہ بھی قتل ہوگا۔ تیسرے فریق کے آدمی اپنے

اہل وعیال کی حفاظت کیلئے لڑینگے وہ شہید ہیں۔ سبحان اللہ یہ پیشین گوئی ہماری

ختم المرسلین کی کیسی سچی ہوئی۔ دجلہ کے کنارے پر خلفائے عباسیہ نے متصل بصرہ

شہر بغداد آباد کیا اُس کی رونق اور آبادی عروج کمال پر پہنچی۔ آپ کی وفات کے

چھ سو چالیس ۶۴۰ برس بعد تاتاری ترکوں نے ہلاکو خاں کی ماتحتی میں بغداد پر حملہ

کیا۔ بڑے بڑے علما اور خلیفہ مستعصم باللہ اماں لیکر باہر نکلے تاتاریوں نے سبکو

ذبح کر ڈالا۔ ہزاروں مسلمان لڑکر شہید ہوئے بہت سے بیچارے جان بچاکر بھاگے

خدا جانے غربت اور پریشانی میں کس مصیبت میں بیچارے مرے۔ حضرت کی ذات

بابرکات جامع جمیع صفات وکمالات تھی خالق عالم جل جلالہ اپنے کلام پاک میں

فرماتا ہی انک لعلیٰ خلق عظیم اے محمد تمہارا خلق بہت بڑا ہی۔ آپ کے حلم اور عفو کا

یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں مشرکین سے لڑائی ہوئی تو آپ کا نیچے کا ایک دانت
پتھر کے صدمہ سے شہید ہو گیا سر گنجینۂ اسرار میں ایک زخم لگا اور چہرۂ مبارک پر
خون بہنے لگا اصحابؓ نے جو یہ رنگ دیکھا اُن کو بہت شاق ہوا اور عرض کرنے لگے
کہ یا رسول اللہ ان کافروں کے حق میں دعا، بد فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ میں بددعا
کرنے کیواسطے نہیں بھیجا گیا ہوں خدا نے مجھکو اپنے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے
پھر اُن کافروں کے حق میں یہ دعا زبان حق ترجمان پر جاری ہوئی اللّٰھم اھد قومی
فانھم لا یعلمون یعنی اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ
اللہ یہ بلندی حوصلہ کفار کی وہ شقاوت اور آپ کی یہ شفقت اُنھوں نے زحمت
پہنچائی آپنے دعائے خیر سے اُن کو یاد کیا اور پھر اس لطف سے کہ قومی کہکر اور بارگاہ
آلہی میں اُن کی طرف سے عذر خواہی بھی کر دی کہ وہ یہ جہالت اس لئے کرتے ہیں
کہ میرا مرتبہ نہیں سمجھتے ہیں ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جود و سخاوت کا یہ حال کہ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آپنے
کبھی سوال کے جواب میں لا نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ نوّے ہزار درہم آپکے پاس
آئے اُن کو آپ نے بانٹنا شروع کیا جو سامنے آیا اُسی کو عطا فرماتے گئے یہانتک کہ
سب اُسی وقت بانٹ دیئے ؎

بر روئے زدہ کفِ خجالت   با جودِ کفِ تو بحرِ مواج

شجاعت اور بہادری کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت علیؓ شیرِ خدا فرماتے ہیں کہ جب لڑائی کا معرکہ گرم ہوتا تھا تو آنحضرتؐ سب سے آگے ہوتے تھے۔ ایک شب مدینے والوں کو کچھ خوف پیدا ہوا اور آدمی باہر دوڑے کہ دیکھیں کیا ہی وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے مقام خطرناک پر اس شان سے پہنچ گئے تھے کہ ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار شانہ سے آویزاں تھی۔ ان لوگوں کو آپ یہ فرما کر تسلّی دینے لگے لم تراعوالم تراعوا مت گھبراؤ مت گھبراؤ ؎

درصفِ ہیجا بوقتِ صولتِ اعدا

کوہ خجل ماند از ثباتِ محمدؐ

حیا کا یہ نقشہ کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرتا اور آپ اُس کو سُنتے تو نصیحت فرماتے کیوقت اُس آدمی کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ خلق خدا پر عنایت و شفقت کا یہ حال تھا کہ آپ کی رافت و مہربانی اپنے بندوں کے حال پر ملاحظہ فرما کر خود خدا تعالےٰ نے اپنے دو نام نامی آپ کو بطور خطاب عطا فرمائے یعنی وَ بِالْمُؤمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْم دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اُس رحمت پر روح فدا ہو جس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی اگلی اُمتوں کے گنہگاروں کیطرح عذاب نازل نہیں فرمایا اور منافق بدسرشت آفتِ قہر سے بچے رہے۔ آپکے

پاس بیٹھنے والے سب یہی خیال کرتے کہ سب سے زیادہ نظر عنایت مجھی پر ہے
حضرت انس رضؓ سے روایت ہی کہ میں آٹھ برس کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک
آپ کی خدمت کرتا رہا کبھی آپ نے ہوں نہیں کہا۔ اگر میں نے کوئی کام کیا تو
یہ نفرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کیا تو یہ نہ پوچھا کہ کیوں یہ کام نہیں کیا۔ اگر نماز میں کسی
بچے کے رونے کی آواز گوش مبارک میں جاتی تو غایتِ لطف سے آپ نماز جلد
ختم فرمادیتے تاکہ اُس بچے کے مُربّی اُس کی تسکین و تشفی کرسکیں۔ بلّی پیاسی آتی
تو آپ پانی کا برتن اُس کی طرف جھکا دیتے اور جب تک وہ خوب نہ پی لیتی
آپ برتن جُھکائے رکھتے۔ عہد کی استواری اور وفاداری اس قدر تھی کہ ایک
یہودی کا قرض آپ کے ذمّہ تھا ایک دن اُس نے تقاضا کیا۔ آپنے فرمایا
کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہی اُس نے کہا کہ اے محمدؐ میں تم کو یہاں سے
بے لئے نجانے دونگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تمہارے پاس بیٹھا جاتا ہوں
یہ کہکر آپ وہاں بیٹھ گئے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں آپنے پڑھی۔ صحابی
اُس یہودی کو ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔ آخر آپ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ
ایک یہودی آپکو روکے بیٹھا ہی۔ آپنے فرمایا کہ خدا نے مجھکو عہد شکنی سے منع فرمایا ہی۔ جب
دن چڑھا تو وہ یہودی کلمہ پڑھکر مُسلمان ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ یارسول اللہ
یہ گستاخی میں نے اس واسطے کی کہ دیکھوں توراۃ میں جو صفت نبی آخر الزمان
کی ہی آپ میں پائی جاتی ہی یا نہیں اب مجھکو معلوم ہو گیا کہ بیشک آپ سچے نبیؐ

ہیں۔ وہ یہودی بڑا مالدار تھا اپنا سب مال لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ
اس کو راہ خدا میں صرف کر دیجئے۔ آپ کو حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا تھا جب
کبھی وہ آتیں تو آپ اپنی چادر بچھا دیتے کہ وہ اُس پر بیٹھ جائیں۔ حضرت
خدیجہؓ آپ کی بیوی تھیں اگرچہ اُن کا انتقال ہو گیا تھا لیکن جب آپ کے پاس
ہدیہ آتا تو آپ فرما دیتے یہ فلاں عورت کے گھر دے آؤ خدیجہؓ سے اور اُس سے
محبت تھی جب حضرت خدیجہ کی کوئی ملنے والی دولت خانہ پر آنکلتی تو آپ بڑی
نوازش و نرمی سے اُس کا حال پوچھتے۔ تمکین و وقار ایسا کہ آپ کبھی قہقہہ نہ مارتے
صرف تبسّم فرماتے اکثر سکوت میں رہتے اور بے ضرورت کلام نہ فرماتے مجلس
ہمایوں میں باآواز بلند کوئی بات نہ کرتا حاضرین اس طرح ساکت بیٹھتے جیسے
اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ آپؐ کے زہد کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ
اخیر زمانے میں آپ حجازؔ یمن و دیگر ممالک عرب اور عراق و شام کے سرحدی
ملکوں کے بادشاہ تھے لیکن حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کبھی دو دن
برابر جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رحلت
کر گئے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ایک ایک مہینے گھر میں چولھے میں آگ نہ جلتی اور آپ
مع اہل و عیال کے صرف سوکھی کھجوروں پر قناعت فرماتے آپ اپنا جوتا اپنے
ہاتھ سے گانٹھ لیتے اپنی بکریوں کا دودھ خود دوہ لیتے پھٹے پرانے کپڑے سی
لیتے غرض اپنا اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے اور فرماتے تھے کہ اپنا کام

اپنے آپ کرنا چاہیے کسی دوسرے کی مدد کا محتاج اتنا بھی نہ ہے کہ مسواک کے ٹکڑے کی برابر اُس سے مدد مانگے۔ ایک دفعہ سفر میں آپنے بکری ذبح ہونے کا حکم دیا ایک نے کہا ذبح میں کروں گا دوسرا بولا کھال میں اُتاروں گا تیسرے نے کہا میں پکاؤں گا۔ آپ نے فرمایا لکڑیاں میں لاؤں گا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کی طرف سے ہم لے آئیں گے۔ آپنے فرمایا یہ سچ ہی لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو سب یاروں سے ممتاز بنالوں خدا اس بات کو پسند نہیں فرماتا یہ کہکر آپ لکڑیاں لینے تشریف لیگئے۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ابتدائے عہد میں ہم نے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ایک ایک پتھر ہم سب کے پیٹ سے بندھا ہوا تھا آنحضرتؐ نے جو اپنا شکم مبارک دکھایا تو اُسپر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ روحی فداک یا رسول اللہ۔ تواضع اور انکسار آپ کے مزاج میں ایسا تھا کہ مجلس میں جہاں جگہہ ملجاتی بیٹھ جاتے اہل محفل کے زانو سے اپنا زانوں آگے نہ بڑھاتے۔ اگر صحابہؓ آپ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوتے تو آپ اُن کو منع فرمادیتے کوئی مسکین بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اگر کوئی غلام بھی دعوت کرتا تو آپ قبول فرمالیتے۔ آپ کی شان جلال دیکھکر اکثر آدمی خائف ہوجاتے تو آپ اُن کی یوں تسکین فرماتے کہ میں کوئی بادشاہ قہار نہیں ہوں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں تم مطمئن رہو امانت آپ میں ایسی تھی کہ خداتعالےٰ قرآن پاک میں آپ کی امانت کی مدح فرماتا ہے

مُطاع ثمر امین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ کفار مکہ ہر چند آپ کے سخت دشمن تھے مگر جب کوئی اُن سے آپ کی نسبت سوال کرتا تو یہی کہتے کہ چاہے کچھ ہو آپ امین اور سچے تو ضرور ہیں۔ جب آپ کا فرمان ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے پاس پہنچا تو اُس نے اہل دربار کو حکم دیا کہ دیکھو آجکل ہمارے شہر میں عرب بھی ہیں یا نہیں اگر ہوں تو میرے سامنے لاؤ تاکہ اُن سے آپ کے حالات دریافت کروں۔ اتفاقاً قریش کا ایک کارواں وہاں گیا ہوا تھا۔ ابوسفیان رضؓ قافلہ سالار تھے۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ نبی کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں تو ابوسفیان رضؓ نے باوجود کافر ہونے کے کہا کہ نہیں آپ نے آجتک کبھی خیانت نہیں کی اور نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں ؎

حق جلوہ گر ز طرز بیانِ محمدؐ ست
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ ست

اپنے رب کا خوف اس قدر تھا کہ شب کو نماز میں یہاں تک قیام فرماتے کہ پائے مُبارک وَرم کر جاتے۔ آپ کی یہ جفاکشی دیکھکر صحابیوںؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ خدا نے عفو فرما دیئے پھر کیوں اس قدر تکلیف اور زحمت آپ اُٹھاتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ افلا اکونُ عبداً شکوراً یعنی جب خدا نے مجھپر اتنے احسان کیے ہیں تو کیا میں شکر بھی نہ ادا کروں۔ روایت ہے کہ آپ ایک ایک دن میں سَو سَو دفعہ

استغفار فرماتے۔ نماز میں خشوع قلب کا یہ عالم تھا کہ فرطِ جوش سے سینۂ انوار خزینہ سے ایسی آواز نکلتی جیسے دیگچی جوش کھا رہی ہو

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ ست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تمت